cde N. 24

آزادی

تاریکی کے نحط سے روشن جہاں اجالا
اس نام سے معطر آزادی کا نوالا

اپنی ہر چاہت کو سرِ عام کر دکھایا
خاہلِ معرفت کو آزادی کا گن سکھایا

محض قول و فعل سے ہے اسکا کردار
سبھی رقت ہو کر بن جانے ہے سنگار

عجیب سی ہے نغمہ اسکے دھن آزادی
خوشیوں سے ہے خوشبوں کو نہ سجائے

وہ قید قیدی، پکارے آزادی کو
خون کے آنسو روئے، اپنے کئے بربادی کو

نہ کھلی آسماں نہ کھلا ہے دروازہ
بس وہی جسم اور عمر وہی کا نازہ

بچپن سے جوانی اور بڑھاپے کا ڈر ہے
گر آزادی نہ ہو تو اسے موت بھی ہم ہے

جنگاری اٹھتی ہے بجز کے ٹکرانے سے
آتش فرار ہوتی ان کے آزمانے سے

غالب ہے نگینا بطور روح نزاکے
ندا تو حسین سی تو بے دھڑک رلائے

سبز پنجرے میں خوشبوں کو محبوب پکارا
نہ ملی زندگی اور نہ ملا وہ سبز آشیانا

انسان ہو یا حیوان قابل تعریف نہیں
معجزہ سے گرے قطرے مخالف دین نہیں

یہ عالم کا اصول خدا کو شفا سمجھنے
بغیر غلام کے الت کو کوڑوں کے ڈھول چکھنے

کسانوں نے بھی ہریالی جہاں کو نمودار کیا
اس بیج کو بویا اور فصل آزاد کیا
کشف نصرت حکایت لوح انوار میں
جگر بھی نچوڑتی ہے مجھ کو بھی آزاد کر

وہ ماں کا شکرانہ کسی الفاظ میں نہیں ہے
جس نے گندے پانی سے نود کی تعمیر کیا ہے

نیک و بدی کا تعلیم اور انگلی پکڑ کر چلایا
جب آنکھ کھلی تو اس ماں کو غلام بنا ڈالا

فکر علم پر میزبانی ہی صحیح ہے
سبز شراز چراہنے سے آزادی ہی قرینہ ہے

جب نسل کی نگر پہ پرچم کا راز لہرے گا
تب انسان کی اس خلافت میں انسان ہی نہ رہے گا

کر آزادی کا قدر اے ہندوستان کے والے
کل ہم بھی تھے اس انگریزوں کے پیر تلے

ہماری ایکتا سبھی کا روح تازہ کر دیا نہ ؟
ہوئے ہم آزاد پر رہا نہ آزادی کا گلا نہ ؟

جب تک ہے دنیا تب تک ہے رہائی
آزادی گر نہ ہو تو زندگی ہوتی ہے پانی
در تعلیم سے در افضل کو بلائے
خدا آزاد کیا حوّا کو اور آدم سے ملائے

ختم شد